**Al-Mīthāq** ***(Research Journal of Islamic Theology)***
**ISSN:** 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
**Volume** 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 110-123
**Open Access at**: https://almithaqjournal.org/

Article QR

# دورانِ عدت نکاح سے متعلق فقہی مباحث کا تحقیقی مطالعہ

# *A Research Study on the Jurisprudential Debates Regarding Marriage During the ʻIddah (Waiting Period)*

**1. Dr. Muhammad Adil**
adilfareedi@bkuc.edu.pk
*Lecturer,*
*Department of Islamic Studies,*
*Bacha Khan University, Charsadda.*

**2. Dr. Abzahir Khan**
abzahir@awkum.edu.pk
*Associate Professor,*
*Department of Islamic Studies,*
*Abdul Wali Khan University, Mardan.*

***How to Cite:*** Dr. Muhammad Adil and Dr. Abzahir Khan. 2024: "A Research Study on the Jurisprudential Debates Regarding Marriage During the ʻIddah (Waiting Period)". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 110-123.

***Article History:***

| Received: | Accepted: | Published: |
|---|---|---|
| 15-08-2024 | 30-08-2024 | 20-09-2024 |

***Copyright:*** **©The Authors**

***Licensing:*** This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

***Conflict of Interest:*** Author(s) declared no conflict of interest

## *Abstract & Indexing*

## *Publisher*

HIRA INSTITUTE
*of Social Sciences Research & Development*

# دورانِ عدت نکاح سے متعلق فقہی مباحث کا تحقیقی مطالعہ

# *A Research Study on the Jurisprudential Debates Regarding Marriage During the 'Iddah (Waiting Period)*

1. **Dr. Muhammad Adil**
*Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda.*
adilfareedi@bkuc.edu.pk

2. **Dr. Abzahir Khan**
*Associate Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.*
abzahir@awkum.edu.pk

## Abstract

The Islamic ordinances, ordained by Allah, exhibit dynamic flexibility, facilitating their application across diverse eras and circumstances. As time advances, new challenges arise, and existing issues evolve, assuming new dimensions, such as online marriage and divorce in family laws, judicial divorce, and adoption, which have recently come to the fore. Conversely, self-inferred interpretations of the *Qur'ān* and *Ḥadīth* yield new issues, evident in court decisions related to *'Iddah*, which raise significant jurisprudential concerns. A perspective has emerged suggesting that the prescribed *'Iddah* period can be reduced based on information from modern technologies. Therefore, a comprehensive review is essential to clarify the surrounding ambiguity and nuances. With this necessity in mind, this article provides an in-depth examination of the discussions surrounding *'Iddah*.

***Keywords:*** *'Iddah, Family Laws, Divorce, Jurisprudence, Court Decisions.*

## تمہید

دینِ اسلام کے احکام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی لچک رکھی ہے کہ وہ ہر دور اور ہر طرح کے حالات میں قابل عمل ہیں۔ گزرتے زمانے کے ساتھ ایک طرف نئے مسائل سامنے آرہے ہیں اور کچھ پُرانے مسائل میں نئی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں، جیسے عائلی قوانین میں آن لائن نکاح و طلاق، عدالتی خلع، رضاعت کے مسائل جو ماضی قریب میں سامنے آئے ہیں۔ دوسری جانب قرآن وحدیث کی تشریحات میں از خود استنباط سے بھی نئے مسائل جنم لے رہے ہیں، جیسے عدت سے متعلق کئی عدالتی فیصلوں میں ایسی باتیں کی گئی ہیں جن میں فقہی لحاظ سے سقم موجود ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک نقطۂ نظر سامنے آیا ہے کہ جدید آلات کی مدد سے حاصل کردہ معلومات کی بنا پر عدت کی منصوص مدت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا ضرورت تھی کہ عدت میں نکاح سے متعلق چند مباحث کا قرآن وحدیث اور اقوالِ فقہاء کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تاکہ اس حوالے سے پیدا ہونے والا ابہام دور ہو۔ مذکورہ ضرورت کے پیشِ نظر اس مقالہ میں عدت سے متعلق مباحث کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مقالہ میں عدت سے متعلق مندرجہ ذیل دس مباحث کا فقہاء کے اقوال کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جائے گا:

- مبحث اول: عدت کی تعریف، ثبوت اور اقسام
- مبحث دوم: عدت کا مقصد اور جدید آلات کا اثر

- مبحث سوم: عدت میں نکاح کا حکم
- مبحث چہارم: عدت میں تعریضِ نکاح
- مبحث پنجم: عدت میں نکاح سے مہر کا لزوم
- مبحث ششم: عدت میں نکاح کے بعد دو عدتیں گزارنا
- مبحث ہفتم: عدت میں نکاح کے بعد زوج ثانی کے لئے حلت و حرمت
- مبحث ہشتم: عدت میں نکاح پر حد کا اجراء
- مبحث نہم: نکاح خواں اور گواہ
- مبحث دہم: عدت کے ختم ہونے یا نہ ہونے سے متعلق اختلاف

## مبحث اول: عدت کی تعریف، ثبوت اور اقسام

عدت کے لغوی معنیٰ احصاء یعنی گننا ہے[1] جبکہ اصطلاح میں عدت کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے:

تربص يلزم المرأة عند زوال ملك المتعة متأكدا بالدخول أو الخلوة أو الموت۔[2]

عدت، دخول، خلوت یا موت کے ساتھ مؤکد ملک متعہ کے زوال پر عورت پہ لازم انتظار کا نام ہے۔

عدت قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اجماع سے ثابت ہے، جیسے سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔[3]

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنی آپ کو روکے رکھیں۔

اسی طرح سنن ابی داوٗد کی روایت ہے:

لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماءه زرع غيره۔[4]

اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے سوا کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے۔

عورت کی کیفیت کے لحاظ سے عدت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

- **مطلقہ حائضہ کی عدت:** ایسی عورت جس کو حیض آتا ہو، نکاح کے بعد شوہر نے ازدواجی تعلق قائم کیا ہو اور شرعی لحاظ سے وہ باندی نہ ہو، تو طلاق کے بعد خود کو تین حیض تک نکاح سے روکے گی۔ یہ اس کی عدت کا دورانیہ ہے۔[5] سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

  وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔[6]

  اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

- **مطلقہ غیر حائضہ کی عدت:** ایسی عورت جس کا حیض آنا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا ہو یا ابھی عمر کم ہونے کی وجہ سے اسے ابھی تک حیض آنا شروع نہیں ہوا، اس کی عدت تین ماہ ہو گی۔ سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

  وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ۔[7]

  اور تمہاری (مطلقہ) عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تم کو (ان کی عدت کے بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

- **حاملہ کی عدت:** ایسی عورت جس کو دوران حمل طلاق ہو جائے یا جس کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔[8]

اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (یعنی بچّہ جننے) تک ہے۔

- **بیوہ کی عدت:** ایسی عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ ربانی ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔[9]

اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں ہوں تو وہ چار مہینے دس دن عدت میں رہیں۔

یہاں دو باتیں مد نظر رہنی چاہیئے: پہلی یہ کہ شوہر کی وفات پر بیوی کو عدت گزارنی پڑے گی، چاہے نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم ہوا ہو یا نہ، بہر صورت عدت وفات واجب ہو گی۔ دوسری یہ کہ عدت وفات چار ماہ دس دن ہے، لیکن یہ عدت ان عورتوں کے لئے جو حاملہ نہ ہوں، حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔

## مبحث دوم: عدت کا مقصد اور عدت پر جدید آلات کا اثر

امام غزالیؒ نے جن پانچ مقاصد شریعت کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک حفظ نسب ہے اور شریعت کے بہت سے احکام میں اس مقصد کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ البتہ بعض احکام شرعیہ کا بالکل واضح طور پر حفظِ نسب سے تعلق ہے ان میں عدت کا حکم بھی ہے، اوپر مذکور حدیث مبارک میں بھی عدت کے اسی مقصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر میں بعض اہلِ علم کی طرف سے عدت کے اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ اگر جدید آلات (الٹرا ساؤنڈ وغیرہ) سے استبراء رحم کا علم ہو جائے تو پھر عدت کو منصوص وقت سے پہلے ختم کرنا جائز ہے، حالانکہ استبراء رحم عدت کی حکمتوں میں سے ایک حکمت ہے جبکہ حکم کا مدار حکمت پر نہیں ہوتا بلکہ علت پر ہوتا کیونکہ علت کا درجہ حکمت سے اوپر ہے۔[10]

علامہ شاطبی نے اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے کہ امور تعبدی میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہوتا، لہٰذا حکمت و مصلحت کی بنا پر امور تعبدیہ کو ترک نہیں جائے گا۔ علامہ شاطبی نے خصوصی طور عدت کی مثال ذکر فرمائی ہے:

عددالْأشْهرفي الْعددالطّلاقيّة والْوفويّة، وما أشْبه ذلك من الْأمور الّتي لا مجال للْعقول في فهْم مصالحها الْجزْئيّة۔[11]

عدت طلاق ووفات میں مہینوں کی تعداد اور دیگر امور میں مصالح جزئیہ کی تفہیم میں عقل کی کوئی مجال نہیں۔

یہ بات بھی مد نظر رہے کہ استبراء رحم عدت کی واحد حکمت نہیں بلکہ اس کی دیگر حکمتیں بھی ائمہ کرام نے کتب میں ذکر کی ہیں، جیسے شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں عدت کی متعدد حکمتوں کا ذکر فرمایا ہے[12] اور انہی کو علامہ ابن قیم نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں استبراء رحم، نکاح کی عظمت شان، شوہر کو طلاق کے فیصلے پر سوچنے کا وقت دینا اور شوہر کے حقوق کی تکمیل کا ذکر کرنے کے بعد ابن قیم لکھتے ہیں:

فَلَيْسَ الْمَقْصُودُ مِنْ الْعِدَّةِ مُجَرَّدُ بَرَاءَةِ الرَّحِمِ، بَلْ ذَلِكَ مِنْ بَعْضِ مَقَاصِدِهَا وَحِكَمِهَا۔[13]

عدت کا مقصد صرف استبراء رحم نہیں ہے بلکہ یہ (مذکورہ بالا) عدت کی بعض مقاصد اور حکمتیں ہیں۔

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے بھی انہی حکمتوں کا ذکر کیا ہے۔[14] قرآن کریم کی آیات کو دیکھا جائے تو ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدت کا واحد مقصد استبراء رحم نہیں، ورنہ استبراء رحم کے لئے ایک ہی حیض کافی تھا، تین حیض

یا چار مہینے دس دن کی ضرورت نہیں تھی۔ دوسری بات یہ کہ استبراء رحم ہی واحد مقصد ہوتا تو رخصتی سے قبل شوہر فوت ہونے کی صورت میں [15] خصوصاً جب شوہر نابالغ ہو چار مہینے دس دن کی عدت لازم نہ ہوتی۔[16] اسی طرح بیوی نابالغ بھی ہو تب بھی خلوت صحیحہ کے بعد عدت گزارنا لازمی ہے[17] حالانکہ اس صورت میں استبراء پہلے سے یقینی ہے۔ قرآن کریم میں آیسہ کے تذکرہ کے بعد وَاللائِي لَمْ يَحِضْنَ کے الفاظ لا کر متعین طور پر نابالغہ بچی کی عدت تین ماہ مقرر کر دی گئی ہے۔[18] علاوہ ازیں ایک مصری طبیب نے جدید تحقیق اور سائنسی آلات سے مقررہ عدت کی انوکھی مصلحت کا ذکر کیا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے رحم میں مختلف چھاپ اور نشان چھوڑتا ہے اور ایک عورت کی رحم میں بیک وقت دو مختلف مردوں کے نطفوں کی چھاپ سے عورت کو کینسر کا خطرہ ہوتا ہے، لہٰذا استبراء رحم کے لئے تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا کیونکہ تین ماہواریوں میں یہ خطرہ مکمل طور پر ٹل جاتا ہے۔ڈاکٹر رفیق مصری لکھتے ہیں:

وقد أثبتت الأبحاث العلمية أن أول حيض بعد طلاق المرأة يزيل من ٣٢ فى المئة إلى ٣٥ فى المئة، وتزيل الحيضة الثانية من ٦٧ فى المئة إلي٧٢ فى المئة منها، بينما تزيل الحيضة الثالثة ٩٩.٩ فى المئة من بصمة الرجل۔[19]

جدید تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ طلاق کے بعد پہلی ماہواری سے 32 تا35 فیصد، دوسری ماہواری سے 62 تا72 فیصد اور تیسری ماہواری سے 99.9 فیصد بچہ دانی میں موجود مرد کے چھاپ اور نشان ختم ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جدید آلات سے استبراء رحم ثابت بھی ہو جائے تب بھی عورت پر قرآن کریم کی مقرر کردہ عدت گزارنا لازم ہے کیونکہ عدت امر تعبدی ہے اور اس کو حکمت و مصلحت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

## مبحث سوم: عدت میں نکاح کا حکم

عدت میں نکاح کرنا شرعاً ممنوع ہے اور اس کی دلیل سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 235 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۔[20]

اور جب تک عدت پوری نہ ہو جائے (ان سے) عقد نکاح کا عزم نہ کرنا۔

علامہ قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

لا تعزموا عَلَى عُقْدَةِ النِّكَاحِ فِي زَمَانِ الْعِدَّةِ۔[21]

تم عدت کے دوران نکاح کی گرہ پختہ نہ کرلو۔

حافظ ابن کثیرؒ نے آیت کی تفسیر میں عدت میں نکاح کے عدمِ جواز پر ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔[22] اس حکم پر بھی اجماع ہے کہ دورانِ عدت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ ذیل میں عدت میں نکاح سے متعلق مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں:

مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

وَمِنْ أَحْكَامِنَا الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا، فَسَادُ نِكَاحِ الْمُعْتَدَّةِ؛ وَلِأَنَّ الْخِطَابَ بِتَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُعْتَدَّةِ عَامٌّ قَالَ تَعَالَى:وَلا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۔[23]

اور معتدہ کے نکاح کا فاسد ہونا ہمارے ان احکام میں سے ہے، جن پر اجماع ہے، کیونکہ نکاح معتدہ کی تحریم کا خطاب عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَلا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۔

علامہ ابن نجیم نے بھی عدت میں نکاح کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے:

لِأَنَّ حُرْمَةَ نِكَاحِ الْمُعْتَدَّةِ مُجْمَعٌ عَلَيْهَا۔[24]

کیونکہ معتدہ سے نکاح کی حرمت پر اجماع کیا گیا ہے۔

ابو بکر جصاص حنفیؒ لکھتے ہیں:

وَنِكَاحُ الْمُعْتَدَّةِ لَا تَلْحَقُهُ إِجَازَةٌ عِنْدَ أَحَدٍ; وَتَحْرِيمُ نِكَاحِ الْمُعْتَدَّةِ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ فِي الْكِتَابِ۔[25]

معتدہ کا نکاح کسی کے ہاں جائز نہیں اور معتدہ کے نکاح کی حرمت کتاب اللہ کی نص سے ثابت ہے۔

حسین بن مسعود بغوی شافعی کی بھی یہی رائے ہے کہ معتدہ سے نکاح باطل ہے جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔[26] امام مالکؒ عدت میں کئے گئے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں:

تَزْوِيجُ الْآخَرِ بَاطِلٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِذَا كَانَتْ لَمْ تَنْقَضِ عِدَّتُهَا مِنْهُ[27]

دوسرے شوہر سے نکاح کرنا باطل ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں، جب تک پہلے شوہر سے اس کی عدت ختم نہیں ہو گئی ہو۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

متى نكحت المعتدة فنكاحها باطل ويفرق بينهما۔[28]

جب معتدہ نکاح کرے گی تو اس کا نکاح باطل ہو گا اور ان کے درمیان تفریق کی جائے گی۔

مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں اکثر اردو فتاویٰ میں بھی عدت میں نکاح سے متعلق یہی فتویٰ دیا گیا ہے۔ مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ لکھتے ہیں:

عدت ختم ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں، نا قابلِ اعتبار ہے... ایسے نکاح سے میاں بیوی کا رشتہ قائم نہیں ہوتا، ان کو الگ ہو جانا چاہیے، ساتھ رہنا حرام ہے۔[29]

امداد الاحکام میں ہے کہ نکاحِ معتدہ کو فاسد کہنا بمعنی باطل ہے جو اصلاً منعقد نہیں ہوتا۔[30] فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔[31] حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام ائمہ عدت میں نکاح باطل قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا اور یہ واجب التفریق ہے، البتہ احناف کے نزدیک اگر عقد کے بعد دخول بھی ہوا ہو تو پھر نکاح فاسد کے احکام جاری ہوتے ہیں، جن کا ذکر آئندہ کے سطور میں کیا جائے گا۔

## مبحث چہارم: عدت میں تعریض نکاح

عدت میں نکاح کی حرمت و عدم جواز کے متعلق بحث گزر چکی۔ اب نکاح کا پیغام دینے یا اشارتاً کہنے کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جائے گا۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 235 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَاعَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِالنِّسَاءِأَوْأَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا۔[32]

ان عورتوں کو پیامِ نکاح کے متعلق اشارۃً کوئی بات کہنے یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھنے میں تم پر گناہ نہیں، اللہ جانتے ہیں کہ تم ان کا ذکر ضرور کروگے، لیکن ان سے خفیہ عہد و قرار نہ کر لینا ہاں بھلی بات کہہ سکتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عطیہ لکھتے ہیں:

أجمعت الأمة على أن الكلام مع المعتدة بما هو نص في تزويجها وتنبيه عليه لا يجوز۔[33]

امت کا اجماع ہے کہ معتدہ سے ایسی گفتگو کرنا جائز نہیں جو اس کے نکاح بارے میں بالکل واضح یا اس پر متنبہ کرنے والی ہو۔

معلوم ہوا کہ عدت طلاق کی ہو یا شوہر کے وفات کی دونوں میں صراحتاً نکاح کے متعلق گفتگو کرنا جائز نہیں ہے۔[34] عدت وفات میں تعریضاً و اشارتاً نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نکاح کے پیغام میں اشارتاً بات کرنے کی صورت یہ ہے کہ معتدہ سے یہ کہے کہ میرا کسی عورت سے اس کی رضامندی سے شادی کا ارادہ ہے یا یوں کہے کہ تو بہت خوبصورت ہے یا تو بہت شرف والی ہے، اسی طرح اسے ہدیہ بھیجنا یا اس سے اپنی تعریف اور خاندانی شرافت کا تذکرہ کرنا یہ تعریض کے زمرے میں آتے ہیں اور ایسا کرنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے۔[35] البتہ معتدہ چاہے طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو یا طلاق بائن یا طلاقِ ثلاثہ کی اس میں تعریضاً و اشارتاً بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں کیونکہ طلاق کی تینوں اقسام میں نکاح کے کچھ نہ کچھ آثار باقی رہتے ہیں۔[36]

## مبحث پنجم: عدت میں نکاح سے مہر لزوم

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ معتدہ سے نکاح تمام ائمہ کے نزدیک نکاح فاسد ہے اور اس پر نکاح فاسد کے احکام جاری ہوتے ہیں، لہٰذا دخول سے پہلے دونوں کے درمیان اگر فرقت ہو جائے تو محض عقد سے مہر واجب نہیں ہوگا۔ لیکن عقد کے بعد دخول کی صورت میں مہر واجب ہوگا، جیسا کہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

وَفِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِإِنَّمَايَجِبُ مَهْرُالْمِثْلِ بِالْوَطْءِ لِأَنَّ الْمَهْرَ فِيهِ لَا يَجِبُ بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ لِفَسَادِهِ۔[37]

نکاح فاسد میں وطی سے مہر مثل واجب ہوتا ہے کیونکہ فساد کی بنا پر محض عقد سے مکمل مہر واجب نہیں ہوتا۔

علامہ ابن عابدین کا بھی یہی موقف ہے:

ویجب مهر المثل في نكاح فاسد ومثله تزوج الاختين معا ، ونكاح الاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة۔[38]

نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے اور اسی طرح دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح کرنے میں بھی اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن اور معتدہ کے نکاح میں بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے۔

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک بھی نکاح معتدہ سمیت تمام فاسد نکاحوں میں دخول سے پہلے مہر واجب نہیں ہوتا، جبکہ دخول کے بعد تمام مہر مرد کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔[39,40] حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے کہ دخول سے مہر لازم ہوگا۔ امام احمدؒ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا:

فإن كان الثاني دخل بها فرّق بينهما، وعليه المهر للدخول۔[41]

اگر دوسرے شوہر (عاقد) نے اس سے دخول کیا تو اس نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور شوہر پر دخول کی وجہ سے مہر لازم ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام ائمہ کے نزدیک عدت میں نکاح میں تفریق اگر دخول سے پہلے ہو تو مہر لازم نہیں ہوتا لیکن اگر دخول کے بعد تفریق ہو تو مہر لازم ہو جاتا ہے۔

## مبحث ششم: عدت میں نکاح کے بعد دو عدتیں گزارنا

معتدہ اگر عدت ہی میں نکاح کرلے تو اس کی عدت سے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض ائمہ نکاح کی حرمت کا علم ہونے کی

صورت میں سرے سے عدت گزارنے کے قائل ہی نہیں اور جو ائمہ عدت گزارنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ صرف عقد ہوا تو عقد فاسد کی عدت گزارنا لازم نہیں بلکہ صرف پہلے شوہر کی عدت کو پورا کرے گی۔ دوسری صورت یہ کہ عقد کے بعد دخول بھی ہوا ہو تو اس صورت میں عورت پر دو عدتیں گزارنی لازم ہوں گی۔ ایک تو سابقہ شوہر کی عدت کو پورا کرے گی اور دوسرا عقد فاسد کی عدت الگ سے گزارے گی۔ جیسا کہ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وَلَوْ تَزَوَّجَتْ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ وَدَخَلَ الثَّانِي بِهَا ثُمَّ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا فَعَلَيْهَا بَقِيَّةُ عِدَّتِهَا مِنْ الْمَيِّتِ تَمَامُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَعَلَيْهَا ثَلَاثُ۔[42]

اگر عورت نے عدت وفات میں نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر (عاقد) نے اس کے ساتھ دخول کیا اور ان کے درمیان تفریق کر دی گئی تو اس عورت پر پہلے شوہر (فوت شدہ) کی باقی عدت چار مہینے دس دن پورے کرنا لازم ہوں گے اور دوسرے شوہر (عاقد) کی عدت تین حیض گزارنا بھی لازم ہوں گے۔

مالکیہ کے نزدیک بھی عدت میں نکاح کرنے والی عورت دو عدتیں گزارے گی، امام مالکؒ نے مؤطا میں یہی موقف اختیار کیا ہے اور بطور دلیل سیدنا عمرؓ کا فیصلہ نقل کیا ہے:

أن طليحة الأسدية كانت زوجة رشيد الثقفي وطلقها ، فنكحت في عدتها ، فضربها عمر بن الخطاب وضرب زوجها بخفقةٍ ضربات ، وفرق بينهما ، ثم قال عمر : أيما امرأة نكحت في عدتها فإن كان الذي تزوجها لم يدخل بها فرق بينهما ، ثم اعتدت بقية عدتها من زوجها الأول ، ثم إن شاء كان خاطبا من الخطاب . وإن كان دخل بها فُرق بينهما ، ثم اعتدت بقية عدتها من الأول ، ثم اعتدت من الآخر۔[43]

طلیحہ الاسدیہ، رشید الثقفی کا نکاح میں تھی اور اس کو اس نے طلاق دی، تو اس نے عدت میں نکاح کیا۔ سیدنا عمر بن خطابؓ نے اس کو اور اس کے شوہر (عاقد) کو کوڑے سے چند ضرب لگائے اور ان کے درمیان تفریق کر دی۔ پھر سیدنا عمرؓ نے فرمایا: جو عورت عدت میں نکاح کرے گی تو اگر اس شوہر (عاقد) نے دخول نہ کیا ہو تو ان میں تفریق کر دی جائے گی اور اپنے پہلے شوہر کی بقیہ عدت گزارے گی، پھر اگر دوسرا چاہے تو پیغام نکاح دے دے اور اگر دوسرے شوہر (عاقد) نے دخول کیا ہو تو پہلے شوہر کی عدت گزارنے کے بعد دوسرے شوہر کی عدت گزارے گی۔

امام شافعیؒ نے بھی الأم میں یہی قول اختیار کیا ہے:

فَنَكَحَتْ امْرَأَةٌ فِي عِدَّتِهَا فَأُصِيبَتْ فَقَدْ لَزِمَتْهَا عِدَّةُ الزَّوْجِ الصَّحِيحِ ثُمَّ لَزِمَهَا عِدَّةٌ مِنْ النِّكَاحِ الْفَاسِدِ۔[44]

عورت نے عدت میں نکاح کیا اور اس کے ساتھ مباشرت کی گئی تو اس پر (عقدِ) صحیح کے شوہر کی عدت گزارنا لازم ہے اور پھر نکاح فاسد کی عدت بھی گزارنا لازم ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے یہی فرمایا ہے:

فإن كان الثاني دخل بها فرّق بينهما، وعليه المهر للدخول،وتعتد منه بعد ما تعتدّ من الأول؛لأن عليها عدّتين إذا كان الثاني قد دخل بها۔[45]

اگر دوسرے شوہر (عاقد) نے اس سے دخول کیا تو اس نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور شوہر پر دخول کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا ہے۔ عورت پہلے شوہر کی عدت گزارنے کے بعد دوسری عدت گزارے گی

کیونکہ اس عورت پر دو عدتیں گزارنا لازم ہے اگر دوسرے شوہر (عاقد) نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عدت میں نکاح کے بعد تمام ائمہ کے نزدیک اگر دوسرے شوہر نے دخول کیا ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور عورت پہلے شوہر کی عدت کے بعد نکاح فاسد کی عدت الگ سے گزارے گی۔

## مبحث ہفتم: عدت میں نکاح کے بعد زوج ثانی کے لئے حلت و حرمت

فقہاء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ عدت میں نکاح اور دخول کرنے والے مرد پر، یہ معتدہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی یا اس مرد کے لئے عدت کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے، امام مالکؒ کے نزدیک معتدہ اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ مدونہ میں امام مالکؒ کا یہی مسلک ذکر کیا گیا ہے اور انہوں نے سیدنا عمرؓ کے طلیحہ اسدیہ کے فیصلے سے استدلال کیا ہے جس میں ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا (پھر وہ دونوں کبھی نکاح میں جمع نہیں ہو سکیں گے) کے الفاظ آئے ہیں۔[46] البتہ احناف اور شوافع کے نزدیک دو عدتیں گزارنے کے بعد وہ عورت دوسرے شوہر (عاقد) کے لئے حلال ہو جائے گی۔ ابو بکر جصاصؒ دو مسئلوں پر قیاس کرتے ہیں کہ زنا کرنے سے مزنیہ زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوتی اور نہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے والے پر وہ بہنیں ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہیں تو پھر عدت میں نکاح کی صورت میں وطی سے کس طرح ہمیشہ کے لئے حرمت ہو گی:

فَكَذَلِكَ الْوَطْءُ عَنْ عَقْدٍ كَانَ فِي الْعِدَّةِ لَا يَخْلُو من أن يكون وطأ بِشُبْهَةٍ أَوْ زِنًا وَأَيُّهُمَا كَانَ فَالتَّحْرِيمُ غَيْرُ وَاقِعٍ بِهِ۔[47]

پس اسی طرح کا حکم عدت میں نکاح کی صورت میں وطی بھی ہے یا تو وطی بشبہ ہو گی یا زنا، تو جو بھی ہو حرمت مؤبدہ ثابت نہیں ہو گی۔

## مبحث ہشتم: عدت میں نکاح پر حد کا اجراء

عدت میں نکاح کے نکاحِ فاسد ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہے لیکن کیا معتدہ سے نکاح پر حد زنا کا اجراء ہو گا یا نہیں؟ تو بعض فقہاء کے نزدیک عدت میں نکاح پر حد کا اجراء اس بات سے مشروط ہے کہ عاقدین کو عدت کے ختم نہ ہونے اور عدت میں نکاح کی حرمت کا علم تھا یا نہیں؟ اگر عاقدین کو عدت اور اس میں نکاح کی حرمت کا علم تھا تو پھر حد زنا کا اجراء ہو گا، جیسے علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

أَمَّا نِكَاحُ مَنْكُوحَةِ الْغَيْرِ وَمُعْتَدَّتُهُ فَالدُّخُولُ فِيهِ لَا يُوجِبُ الْعِدَّةَ إنْ عَلِمَ أَنَّهَا لِلْغَيْرِ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا فَعَلَى هَذَا يُفَرَّقُ بَيْنَ فَاسِدِهِ وَبَاطِلِهِ فِي الْعِدَّةِ وَلِهَذَا يَجِبُ الْحَدُّ مَعَ الْعِلْمِ بِالْحُرْمَةِ لِكَوْنِهِ زِنًا۔[48]

غیر کی منکوحہ یا معتدۃ سے نکاح اور پھر دخول کی صورت میں عدت واجب نہیں ہوتی اگر اس کا غیر کے لیے ہونا معلوم ہو کیونکہ کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں لہٰذا اصلاً وہ منعقد ہی نہیں۔ سو اس بنیاد پر نکاح فاسد و باطل کے مابین عدت کے لحاظ سے فرق کیا جائے گا اور حد لازم ہو گی اسکے حرام اور زنا کا علم ہونے کی وجہ سے۔

اللباب فی الفقہ الشافعی میں شوافع کا بھی یہی مذہب بیان کیا گیا ہے:

وإذا تزوّجت المعتدّة، فإن كان نكاحها بالزوج الذي تعتدّ منه وكان قد بقي من الطلقات شيء جاز ذلك، وإن كان من غيره لم يجز، فإن دخل بها لزمه الحدّ إلا أن يدّعي الرجل الجهالة۔[49]

اگر معتدہ نے اس شوہر سے نکاح کیا ہو جس کی وہ عدت گزار رہی ہے اور کچھ طلاقیں باقی ہوں (یعنی طلاق ثلاثہ نہ دیئے ہوں) تو ایسا کرنا جائز ہے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور سے نکاح کیا ہے تو جائز نہیں، پس اگر اس کے

ساتھ دخول کیا تو حد زنا لازم ہو گا، الا یہ کہ وہ نکاح معتدہ سے جہالت کا دعویٰ کرے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی بھی حد کے اجراء کو حرمت کے علم سے مشروط کرتے ہیں:

وإذاتزوج معتدة،وهماعالمان بالعدةوتحريم النكاح فيهاووطئهافهما زانيان عليهما حد الزنا۔[50]

جب معتدۃ نکاح کرے اور دونوں کو عدت اور حرمتِ نکاح کا علم بھی ہو پھر وطی زنا اور واجب الحد ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جہالت کی صورت میں حد کا اجراء نہ کرنے پر اتفاق ہے لیکن حرمت کا علم ہونے کے باوجود نکاح کرنے والے کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے:

وَفِي اتِّفَاقِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ عَلَى نَفْيِ الْحَدِّ عَنْهُمَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ النِّكَاحَ الْفَاسِدَ لَا يُوجِبُ الْحَدَّ، إِلَّا أَنَّهُ مَعَ الْجَهْلِ بِالتَّحْرِيمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَمَعَ الْعِلْمِ بِهِ مُخْتَلَفٌ فِيهِ۔[51]

سیدنا عمر اور علی رضی اللہ عنہما کا اتفاق ہے کہ ان دونوں عاقدین پر حد نہیں جو اس بات کی دلیل یہ ہے کہ نکاح فاسد حد کو واجب نہیں کرتا۔ البتہ حرمت سے جہالت کی صورت میں حد کے واجب نہ ہونے پر اتفاق ہے لیکن حرمت کا علم ہو تو پھر حد کے وجوب و عدم وجوب پر اختلاف ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں بھی اسی قول کی بنیاد پر مرقوم ہے کہ اگر بکر نے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کر لیا تھا جب تو وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوا زنا ہوا۔[52] اگرچہ فقہاء معتدہ نکاح کی حرمت کا علم رکھتے ہوئے نکاح کو زنا سے تعبیر کرتے ہیں۔ عقد نکاح اگرچہ فاسد ہے پھر بھی اس سے ایک قسم کا شبہ پیدا ہو گیا اور حدود شبہات سے ساقط ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عدت میں نکاح چاہے حرمت کا علم رکھتے ہوئے کیا جائے یا بغیر علم کے اس سے حد واجب نہ ہو گا اور یہی عمل ابتدائے اسلام سے رائج رہا ہے ۔ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے روزنامہ جنگ کے اپنے ایک حالیہ آرٹیکل میں یہی موٴقف اختیار کیا ہے۔ لیکن ایک اسلامی معاشرہ میں رہتے ہوئے قرآن وحدیث کے ایک منصوص حکم کو باوجود حرمت کے علم کے پامال کرنا موجب تعزیز ضرور ٹھہرتا ہے۔ علامہ قرطبی نے عدت میں نکاح سے متعلق تعزیزی سزا کا تذکرہ کیا ہے۔

## مبحث نہم: نکاح خواں اور گواہ

عدت میں نکاح ایک ناجائز عمل ہے۔ ناجائز عمل میں علم کے باوجود شریک ہونے والے بھی حرام کے مرتکب اور معاون و مددگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے معتدہ کے نکاح میں نکاح خواں اور گواہ بننے والوں کو بھی تعزیری سزا دینے کا موقف اختیار کیا ہے جیسا کہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

الَّتِي تَتَزَوَّجُ فِي الْعِدَّةِ فَيَمَسُّهَا الرَّجُلُ أَوْ يُقَبِّلُ أَوْ يُبَاشِرُ أَوْ يَغْمِزُ أَوْ يَنْظُرُ عَلَى وَجْهِ اللَّذَّةِ أَنَّ عَلَى الزَّوْجَيْنِ الْعُقُوبَةَ وَعَلَى الْوَلِيِّ وَعَلَى الشُّهُودِ وَمَنْ عَلِمَ مِنْهُمْ أَنَّهَا فِي عِدَّةٍ۔[53]

وہ عورت جس نے عدت میں نکاح کیا اور شوہر نے اُسے چھو لیا یا چوما یا مباشرت کر لی یا چھیڑ چھاڑ کی یا اُسے شہوت کی نظر سے دیکھا تو زوجین اور ولی اور گواہوں اور جسے معلوم ہے کہ وہ عدت میں ہے، سب کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

جبکہ فتاویٰ رضویہ میں نکاح خواں اور گواہوں کو بھی شریک جرم قرار دیا گیا ہے:

عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا، اگر حرام جان کر پڑھایا، سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا، مگر اُس کا اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح کو حلال جانا تو خود اس کا

نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا، بہر حال اُس کو امام بنانا جائز نہیں جب تک توبہ نہ کرے۔ یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پس از عدت ہو رہا ہے اُس پر کچھ الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا، اگر حرام جان کر تو سخت گنہ گار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا۔[54]

## مبحث دہم: عدت کے ختم ہونے یا نہ ہونے سے متعلق اختلاف

اگر میاں بیوی کے درمیان عدت کے خاتمہ میں اختلاف ہو جائے تو ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس صورت میں بیوی کا قول معتبر ہو گا۔ علاء الدین سمرقندی لکھتے ہیں:

ثمَّ الْمُعْتَدَّة إذا قَالَت انْقَضتْ عدتي فِي مُدَّة تَنْقَضِي بهَا الْعدة غَالِبا فَإِنَّهَا تصدق۔[55]

پھر معتدہ اگر کہے کہ میری عدت ختم ہو چکی ہے اور وہ مدت اتنی ہو جس میں عام طور پر عدت ختم ہونا ممکن ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

علامہ ابن نجیم نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ اگر بیوی کہے کہ میری عدت ختم ہو چکی ہے اور شوہر اس کی تکذیب کرے تو بیوی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا۔[56] مالکیہ کے نزدیک بھی عورت کا قول معتبر ہو گا۔[57] شوافع بھی عدت کے معاملے میں عورت کے قول کا اعتبار کرتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ وَإِذَا طَلُقَتْ الْمَرْأَةُ فَمَتَى ادَّعَتْ انْقِضَاءَ الْعِدَّةِ فِي مُدَّةٍ يُمْكِنُ فِي مِثْلِهَا أَنْ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهَا۔[58]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: جب عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ عدت کے ختم ہونے کا دعویٰ کرے اور طلاق کو اتنی مدت گزر چکی ہو کہ اس میں عدت کا ختم ہونا ممکن ہو تو اس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

البتہ اگر ابتداءً طلاق کے الفاظ، شروط یا تعداد کے متعلق اختلاف ہو جائے تو شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً بیوی ایک وقت میں طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر بعد میں کسی وقت طلاق کا دعویٰ کرے تو اس صورت میں بیوی کے پاس اگر گواہ نہ ہو تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور اس سے قسم لی جائے گی۔ مزید برآں اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ شوہر جس وقت سے طلاق کا کہہ رہا ہے اس وقت سے عدت ختم ہونا عقلاً ممکن ہے کہ نہیں اور اس میں بھی عدت کی کم ترین مدت کو دیکھا جائے گا۔ اور ذوات الحیض کے عدت کی کم ترین مدت صاحبین کے نزدیک 39 دن ہے۔ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

وقال الصاحبان: تسعة وثلاثون يوماً، عملاً بأقل الحيض وهو ثلاثة أيام، فتكون الحيضات تسعة أيام على أن يبدأ بالحيض ثلاثة أيام، ثم بالطهر خمسة عشر يوماً، ثم بالحيض ثلاثة أيام، ثم بالطهر خمسة عشر يوماً، ثم بالحيض ثلاثة أيام، فذلك تسعة وثلاثون يوماً۔[59]

صاحبین فرماتے ہیں کہ عدت کی کم ترین مدت 39 دن ہیں، اس طور کہ حیض کی اقل مدت تین دن ہیں تو تین ماہواریوں کے 9 دن بن جائیں گے۔ تین دن حیض سے ابتداء ہو گا پھر 15 دن طہر ہو گا پھر تین دن حیض پھر 15 دن طہر اور پھر تین دن حیض تو یہ کل 39 دن ہو گئے۔

## نتائج بحث

شوہر کی وفات یا طلاق کی صورت میں شریعت نے عورت کو ایک مخصوص دورانیہ تک مزید نکاح سے رکے رہنے کا حکم دیا ہے جو کہ اصطلاحِ فقہ میں عدت کہلاتا ہے۔ عورت کی کیفیات اور حالات کے اعتبار سے اس کی مختلف مدتیں ہیں۔ اس مدت میں

عورت کا نکاح کرنا کیسا ہے؟زیرِ نظر مقالہ میں اسی سوال کا جواب اوراس کے متعلقات کو بیان کیا گیا ہے۔بحث کا نتیجہ ان نکات پر مشتمل ہے:

- جدید آلات سے استبراء رحم یقینی طور پر معلوم ہو تب بھی قرآن کریم کی مقرر کردہ عدت گزارنا لازم ہے کیونکہ عدت کے لئے علت حکم الٰہی ہے اور استبراء رحم عدت کی حکمتوں میں محض ایک حکمت ہے۔
- عدت میں کیا گیا نکاح تمام ائمہ کے نزدیک فاسد اور واجب التفریق ہے۔
- عدت میں پیغام نکاح صریح الفاظ میں دینا ناجائز ہے البتہ بیوہ کو تعریض اور اشارتاً اپنی پسندیدگی بتانا شرعاً جائز ہے۔
- عدت میں محض عقد سے مہر لازم نہیں ہوتا، البتہ عقد کے بعد تفریق سے پہلے دخول کی صورت میں مہر لازم ہوگا۔
- عدت میں نکاح میں عقد کے بعد دخول ہو جائے، تو عورت پر دو عدتیں گزارنی لازم ہوتی ہیں: پہلے زوج اول کی بقیہ عدت گزارے گی اور دوسری عدت زوج ثانی کی گزارے گی۔
- عدت میں نکاح کی صورت میں عقد فاسد کی وجہ سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے، لہٰذا حد زنا جاری نہیں ہوگی۔
- عدت میں نکاح کی مجلس میں علم ہونے کے باوجود شرکت کرنے والے نکاح خواں، گواہ اور دیگر تمام لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔
- عدت کے ختم ہونے یا نہ ہونے سے متعلق اختلاف ہو جائے تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر طلاق کے الفاظ، تعداد یا شروط میں اختلاف ہو جائے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا۔

## سفارشات

- عصرِ حاضر میں جبکہ قرآن وحدیث سے ثابت عدت کے فرض حکم کے متعلق معاشرے میں کوتاہی دیکھنے میں آرہی ہے، جس سے مستقبل میں معاشرے میں شدید بگاڑ وفساد پیدا ہونے کا خدشہ ہے،اس لئے عدت کے حکم کو مسلم معاشرے کے ہر فرد تک پہنچانا اور اس کی حساسیت کو سمجھانا حکومت وعلماء کرام، میڈیا اور معاشرے کے ہر فرد کی شرعی ذمہ داری ہے۔
- عدالتوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے فیصلوں میں قرآن وسنت کی مکمل پیروی کریں اور جتنے فیصلوں میں شرعی وفقہی لحاظ سے کمزوریاں ہیں، ان پر نظر ثانی کریں۔
- حکومت اور پارلیمنٹ کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ عدت میں نکاح کے معاملے پر قانون سازی کریں اور اس پر تعزیری سزا مقرر کریں تاکہ مستقبل میں ایسے غیر شرعی اور معاشرے میں فساد وبگاڑ کا سبب بننے والے امور کا سدباب ہو۔

-----------------------------

## حوالہ جات وحواشی

[1] القزوینی، احمد بن فارس، مقاییس اللغة، (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، 4/29۔

[2] العینی، محمود بن احمد، البنایة، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1420ھ)، 5/592۔

[3] سورۃ البقرۃ، 2:228۔

[4] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب النکاح، باب وطء السبایا، رقم الحدیث: 2158۔

5 عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2011ء)، 1/584۔

6 سورۃ البقرۃ، 2:228۔

7 سورۃ الطلاق، 4:65۔

8 ایضاً۔

9 سورۃ البقرۃ، 2 :234۔

10 الزرکشی، محمد بن عبد اللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، سن ندارد)، 4/105۔

11 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، (بیروت: دار ابن عفان، 1997ء)، 2/525۔

12 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، (بیروت: دار الجیل، 2005ء)، 2/220۔

13 ابن القیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991ء)، 2/51۔

14 الزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (دمشق: دار الفکر، 2011ء)، 9/716۔

15 ابو المعالی، محمود بن احمد، المحیط البرہانی، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2004ء)، 3/458۔

16 الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1976ء)، 3/ 192۔

17 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، (بیروت: دار الکتاب الاسلامی، سن ندارد)، 4/139۔

18 القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، (قاہرۃ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء)، 18/165۔

19 https://www.hibazoom.com/article-77635/ , Retrived on 21 June, 2024.

20 سورۃ البقرۃ، 2 :235۔

21 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3/193۔

22 ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ)، 1/484۔

23 الکاسانی، بدائع الصنائع، 2/311۔

24 ابن نجیم، البحر الرائق، 3/222۔

25 الجصاص، ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1412ھ)، 2/208۔

26 البغوی، حسین بن مسعود، التہذیب فی فقہ الامام الشافعی، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997ء)، 1/134۔

27 مالک بن انس، الامام، المدونۃ الکبریٰ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء)، 2/21۔

28 ابن قدامۃ، عبد اللہ بن احمد، عمدۃ الفقہ، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 2004ء)، ص 107۔

29 لاجپوری، مفتی عبد الرحیم، فتاویٰ رحیمیہ، (کراچی: دار الاشاعت، سن ندارد)، 6/195۔

30 تھانوی، مولانا ظفر احمد، امداد الاحکام، (کراچی: مکتبہ دار العلوم کراچی، 1997ء)، 2/265۔

31 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، 2013ء)، 11/266۔

32 سورۃ البقرۃ، 2:235۔

33 ابن عطیۃ، عبد الحق بن غالب، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1422ھ)، 1/315۔

34 الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 9/719۔

35 الجصاص، احکام القرآن، 2/128۔

36 الکاسانی، بدائع الصنائع، 3/204۔

37 ابن نجیم، البحر الرائق، 3/181۔

38 ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 3/131۔

39 ابن جلاب، عبید اللہ بن حسین، التفریع فی فقہ الامام مالک بن انس، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2007ء)، 1/417۔

40 الشافعی، محمد بن ادریس، الأم، (بیروت: دار المعرفۃ، 1990ء)، 5/9۔

41 الکوسج، اسحاق بن منصور، مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ، (مدینہ منورہ: عمادۃ البحث العلمی، 2002ء)، 9/1910۔

42 نظام الدین، الفتاویٰ الہندیۃ، (بیروت: دار الفکر، 1310ھ)، 1/533۔

43 مالک بن انس، الامام، المؤطا، (دمشق: مؤسسۃ الرسالۃ، 1412ھ)، کتاب النکاح، جامع لایجوز من النکاح، رقم الحدیث: 1961۔

44 الشافعی، الام، 5/249

45 الکوسج، مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ، 4/1910۔

46 مالک، المؤطا، کتاب النکاح، جامع لایجوز من النکاح، رقم الحدیث: 1961۔

47 الجصاص، احکام القرآن، 2/133۔

48 ابن نجیم، البحرالرائق، 4/156۔

49 السنیکی، زکریا بن محمد، اسنی المطالب، (بیروت: دار الکتاب الاسلامی، سن ندارد)، 3/394۔

50 ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی، (مصر: مکتبۃ القاہرۃ، 1968ء)، 8/127۔

51 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3/195۔

52 احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، 13/302، 303۔

53 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3/196۔

54 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 11/266۔

55 السمرقندی، محمد بن احمد، تحفۃ الفقہاء، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء)، 2/253۔

56 ابن نجیم، البحر الرائق، 4/159۔

57 مالک، المدونۃ الکبریٰ، 2/235۔

58 الشافعی، الام، 5/362۔

59 الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 9/719۔